جلد ۴۷ | مورخہ ۷، ۱۴ جولائی ۱۹۴۳ء بسنہ مطابق ۷، ۱۴ احسان ۱۳۲۲ ہش | نمبر ۲۵، ۲۶

سیرت حضرت امّ المومنین مدظلہا العالی کی اشاعت سات سو تک پہنچ گئی ہے

میری علالت کی وجہ سے سیرت حضرت امّ المومنین ایدہا اللہ بنصرہ العزیز کی اشاعت کے کام کو پوری توجہ سے نہیں کیا جا سکا۔ مگر میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ حضرت ام المومنین کی سیرت کا کام کامیابی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ تھوڑے عرصے میں سیرت کی اشاعت کے سلسلہ میں سات سو کتاب کے آرڈر بک ہو چکے ہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ بہت جلد ایک ہزار کی تعداد پوری ہو جائے گی۔ سیرت کی اشاعت میں ایسے لوگ بھی حصّہ لے رہے ہیں۔ جن کی مالی حالت اگرچہ اس گرانی کے زمانے میں اتنی اچھی نہیں۔ مگر حضرت ام المومنین کی ذات سے عقیدت مندی اور محبّت کا جذبہ انکو اس میدان میں آگے بڑھنے کے لئے اس سلسلہ میں میں

جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی

کی مثال پیش کرتا ہوں۔ جنگ کی گرانی کی وجہ سے بڑی بڑی معقول آمدنی رکھنے والے لوگ پریشان ہو رہے ہیں۔ شیخ صاحب بہت قلیل سی پنشن پر گزارہ کر رہے ہیں۔ مگر ان کے دل میں حضرت امّ المومنین کی ذات سے بڑی عقیدت ہے۔ وہ ایک زمانہ میں الدار کے اندر رہا کرتے تھے۔ اُن کے ہاں اس زمانہ میں دو لڑکیاں جوڑواں پیدا ہوئی تھیں۔ انکی پیدائش اور زچگی وہیں الدار میں ہوئی تھی۔ انہوں نے وہاں حضرت ام المومنین کی جس شفقت اور محبت کو دیکھا تھا وہ آجتک اسکے مزے لیتے ہیں۔ یہ واقعہ مفصّل طور پر سیرت امّ المومنین میں آجائے گا۔

الغرض

شیخ صاحب نے باوجود مالی تنگی کے مجھے ۳ کتابوں کا آرڈر دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ میرے نزدیک ان کی تین کتابوں کی قیمت ۳۰ کتابوں کے آرڈر سے بھی زیادہ ہے۔

شیخ عبدالرحمن صاحب ہیڈ کلرک نوشہرہ چھاؤنی

مکرمی شیخ عبدالرحمن صاحب ہیڈ کلرک ریلوے انجن شیڈ بڑے مخلص احباب میں سے ہیں وہ گذشتہ دنوں قادیان گئے ہوئے تھے۔ دفتر الحکم میں بھی گاہ بگاہ تشریف لایا کرتے تھے۔ ان کے علم میں جب سیرت حضرت امّ المومنین کا معاملہ آیا تو انہوں نے بہت بڑی مسرّت کا اظہار کیا۔ اور انہوں نے جوشِ محبت میں مجھے ۲۰ کتابوں کا آرڈر دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

انہوں نے یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ اور دوستوں کو بھی تحریک کریں گے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ وہ ضرور دوسرے احباب کو تحریک کر کے اِس کتاب کی اشاعت میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں گے!

پیر نیاز احمد نصر اللہ

پیر نیاز احمد نصر اللہ صاحب میرے بچپن کے دوست اور میرے کلاس فیلو ہیں۔ انہوں نے باوجود مالی تنگی کے میری کتاب "مرکزِ احمدیت" کی دو جلدیں خرید کی تھیں اور اب سیرت امّ المومنین کے متعلق اظہارِ مسرّت کرتے ہوئے پانچ کاپیوں کا آرڈر دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

میرے لئے دُعائیں!

مجھے بہت سے ایسے دوست ملے ہیں جنہوں نے میری اس کتاب کا ذکر پڑھکر مجھے بتایا کہ وہ میرے لئے اس کتاب کے صدقے میں دُعا کرتے ہیں۔ مجھے خود بھی یقین ہے کہ اس کتاب کی تحریک کا کام میرے اندر ایک قوت و توانائی پیدا کر دیگا اور مجھے بیماریوں کی کشائش سے نکالکر صحت کے میدان میں لا کر کھڑا کر دیگا۔ اے خدا تو ایسا ہی فرما۔

مَیں اپنے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس کتاب کی اشاعت کی طرف توجہ فرمائیں اور میری مطلوبہ تعداد **پانچ ہزار** کو جلد پُورا کر دیں۔ مَیں اس مضمون کی تحریر کے ساتھ سکندرآباد بغرض تبدیلیٔ آب و ہوا روانہ ہو رہا ہوں۔ خدا سے دعا ہے کہ یہ سفر میرے لئے ہر طرح خیر و برکت کا باعث ہو۔ آمین

محمود احمد عرفانی

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر، پبلشر و پرنٹر چھپ کر دفتر الحکم تراب منزل قادیان سے شایع ہوا)

قادیان دارالامان

غیرتِ شمس و قمر اے سرزمینِ قادیاں — ہیں تری تعریف میں سب بحر و بر رطب اللساں
تجھکو حاصل ہے جنم بھومی کا احمدؑ کی شرف — گوہرِ نایاب ہے تیری زمیں کا ہر خزف
چشمۂ علم و ہدیٰ اے قادیاں امّ القریٰ — تیرے احمدؑ نے کیا پھر تازہ دینِ مصطفیٰؐ
مصلحِ موعود کی تو نے ہی کی نشو و نما
ہاں مرے محمود کی تو نے ہی کی نشو و نما

نسلِ ہادی نے تجھے آرام کی خاطر چنا — اور خدائے پاک نے اسلام کی خاطر چنا
تو نے پیدا کر دیئے جوہر ایسے نیک خو — تیری گلیوں میں پلے پھولے عمرؓ سے جنگجو
تجھ میں اب بھی خالدِ جانباز سے ہیں تیغ زن — گود سے تیری ہوئے پیدا ہزاروں صف شکن
غلغلہ ہو حق کا اٹھتا ہے ترے ایوان سے
تجھ میں دیجاتی اذانیں ہیں بلالی شان سے

خاک کا ہر ذرہ تیری قابلِ تعظیم ہے — دفتروں میں تیرے ہاں اسلام کی تنظیم ہے
شوکتِ اسلام کی تو اب بھی ہے زندہ مثال — تیری دیواروں پہ ہیں ضو ریز ہمت اور کمال
تیرے محرابوں پہ ہے اب بھی وہ اسلامی جلال — تیرے باشندوں کو حاصل ہیں سبھی دینی کمال
تیرے مومن رہیں ذکرِ ذاتِ سرمد کے لئے
تیری جانیں وقف ہیں دینِ محمدؐ کے لئے

تیرا ہر ذرہ ہمیں دیتا ہے منزل کی خبر — تیری ہر قندیل ہے تاریکیوں میں راہبر
مرجعِ اقوامِ عالم منبعِ علم و ہدےٰ — تو نے دنیا کو دکھائی شانِ دینِ مصطفیٰؐ
تو اخوت اور حمیت میں ہے اب بھی بے نظیر — نام سنکر کانپ جاتے ہیں ترا ظالم شریر
دل دہل جاتا ہے کافر کا تصوّر سے ترے — نوجوانوں میں ترے اب بھی ہیں دینی ولولے
مہرِ عالمتاب کی جھکتی ہے تجھ سے ہی جبیں — ہے بجا تجھکو کہوں گر ہمسرِ عرشِ بریں
میں بھی تیری خاک سے الفت کا ہوں امیدوار
کاش بس جائے کبھی یہ دل کا اجڑا سا دیار

(ثاقب) (از شاہنامہ احمدیت)

ٹیونیشیا کی فتح پر ہماری خوشی!

(۲)

جمیلہ پروین عرفانی کی قلم سے

نیا نظام

جو جرمنی اور اٹلی نے بنایا ہے۔ اس میں تمام عربی ممالک جن میں افریقہ۔ مصر۔ فلسطین۔ شام۔ عرب۔ عراق اور حبشہ وغیرہ شامل تھے۔ وہ تقسیم میں اٹلی کے سپرد کر دیئے گئے تھے۔

ان واقعات سے جو میں نے بیان کئے ہیں۔ اندازہ لگایئے۔ کہ اگر لیبیا میں ان کو فتح ہو جاتی۔ تو ان ممالک کا کیا حشر ہوتا۔ ذرا چشمِ تصور سے اُن کی درندگی اور وحشت پر نظر تو ڈالئے!

جرمن لوگ اپنے آپ کو آرین النسل سمجھتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ دُنیا میں صرف آرین ہی ایسے لوگ ہیں۔ جن کا خون صاف ہے۔ وہ صرف اس لئے پیدا ہوئے ہیں۔ کہ دُنیا پر حکومت کریں اور تمام دُنیا ان کی غلام رہے۔ اس ذہنیت کا مظاہرہ جو اس نے روس۔ پولینڈ اور کریٹ میں کیا۔ آپ کے علم میں ہوگا۔ اس لئے میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتی۔

جرمنی اور اٹلی نے ٹیونس۔ الجیریا اور مراکش پر قبضہ کر کے تمام عالم اسلامی اور ممالک مشرقی کے امن کو خطرہ میں ڈالدیا۔ اگر خدانخواستہ افریقہ کی جنگ موجودہ نتیجہ کے خلاف ہوتی۔ تو مسلمانوں کی وہی حالت ہوتی جو لیبیا اور حبشہ کی ہوئی تھی۔ اس لئے ہمارے بادشاہ کی افواج ظفر موج کا ان ممالک کو فتح کرنا نہ صرف مشرقی ممالک کی حفاظت کی گارنٹی ہے۔ بلکہ تمام دُنیا کی۔

اور ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا مقام یہ امر ہے۔ کہ بزدل جرمن کمانڈر انچیف ارنم ہمارے ہندوستانی بھائیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ اور ٹیونیشیا کی جنگ میں ہندوستانی بہادر بڑی دلیری سے لڑے اور اس فتح میں ہمارا حصہ یقیناً بہت بڑا ہے۔ کیونکہ ہمیں اس میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ہندوستانی بہادروں کی قربانی دینی پڑی۔

خیر کچھ بھی ہو۔ اس فتح سے عربی ممالک اور مسلمان ایک خطرہ سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ خدا کرے یہ حفاظت دائمی ہو۔ آمین ✦

جمیلہ پروین عرفانی
قادیان

روایاتِ محمود
حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

قسط سوئم!

(۱۰۱) ایک سٹیشن[1] کے پلیٹ فارم پر
اپنی بیوی[2] یعنی (ہماری) والدہ کو ساتھ لئے ہوئے ٹہل رہے تھے۔ مولوی عبد الکریم صاحب خواہ مولوی تھے۔ مگر پچھلے زمانہ کے اثر کے ماتحت تھے۔ حضرت مولوی صاحب[3] سے کہنے لگے۔ کہ دیکھو حضرت صاحبؑ یوں پھرتے ہیں۔ مخالف اعتراض کریں گے۔ ہماری ناک کٹ جائے گی۔ ہم کیا جواب دیں گے۔ آپ جا کر روکیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا۔ کہ مَیں تو نہیں جاتا۔ آپ خود چلے جائیں۔ چنانچہ مولوی عبد الکریم صاحب گئے۔ اور حضرت صاحبؑ کو آواز دیکر کہا۔ کہ حضرت! لوگ ہم پر اعتراض کریں گے۔ اور ہم اس کا کیا جواب دیں گے۔ ہماری ناک کٹ جائے گی۔

حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ مولوی صاحب! کیا آپ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نہیں پڑھا۔ کہ آنحضرتؐ حضرت عائشہؓ کے ساتھ صحابہؓ کے سامنے دوڑے تھے۔ اور فرمایا۔ یہ شریعت کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ کی ناک کٹتی ہے تو چلے جائیں۔ مولوی صاحبؓ خاموش ہو کر واپس چلے گئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے پوچھا۔ کہ بتاؤ! کیا جواب مِلا ہے۔ مولوی عبد الکریم صاحب خاموش تھے۔[4]

(الفضل جلد ۹ ۳۶ صفحہ ۸)

(۱۰۲) بیہ (تعلیم الاسلام ہائی سکول)
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے قائم فرمایا تھا۔ کہ ہماری جماعت کے بچے خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کے بچے عموماً غیر مسلموں کے اثر سے محفوظ رہیں۔ اس سے پہلے ایک آریہ سکول ہوا کرتا تھا۔ اور ایک پرائمری سکول لوئر پرائمری تک ہوتا تھا۔ جو اب بھی ریتی چھلہ کے قریب موجود ہے۔[5] سرکاری سکول لوئر پرائمری تک ہوتا تھا اور آریہ سکول میں اس سے اوپر کچھ جماعتیں ہوتی تھیں۔ اس وجہ سے مسلمانوں کے لڑکے اس میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔ آریہ مدرس ہمیشہ کچھ نہ کچھ باتیں اسلام کے خلاف طلباء کے کانوں میں ڈالتے رہتے تھے اور ان کی اطلاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہنچتی رہتی۔

اس سے تحریک ہوئی اور اپنا سکول کھولا گیا۔ چونکہ ان دنوں سکول کے جاری ہونے کے لئے زیادہ پابندیاں نہ تھیں۔ اس واسطے جلدی ہی یہ سکول جاری ہو گیا۔ اسکی عمارت بھی بہت بعد میں بنی۔ پہلے یہ سکول مدرسہ احمدیہ کی موجودہ عمارت میں ہوتا تھا۔[6] اور صرف وہاں تک تھا۔ جہاں اب درزی خانہ ہے۔ اُس وقت اس کے چار کمرے تھے۔

آریہ سکول میں طلباء پر جو اثر ڈالا جاتا تھا۔ وہ تو بالکل ظاہر تھا۔ کہ وہ خاص طور پر ہندو مذہب کی تبلیغ کرتے تھے۔ لیکن سرکاری پرائمری سکول میں بھی آریہ مدرس اسلام پر حملے کرتے رہتے تھے۔ اس پرائمری سکول میں مَیں بھی کچھ عرصہ پڑھا ہوں۔ اُن دنوں کا ایک واقعہ مجھے اب بھی خوب یاد ہے۔ کہ ایک دن جب میرا کھانا آیا جس میں کلیجی کا سالن تھا۔ تو اسے دیکھ کر ایک طالب علم نے حیرانی سے اپنی انگلی دانتوں میں دبالی۔ اور کہا یہ تو ماس ہے۔ اور اس کا کھانا حرام ہے۔ اگرچہ آخر میں وہ شخص احمدی ہوا۔ اور مخلص احمدی ہوا۔ مگر اُس وقت اُس نے بڑی حیرانی کا اظہار کیا۔ بہرحال سرکاری سکول میں بھی اس قسم کا اثر ڈالا جاتا تھا۔ (الفضل جلد ۲۳ نمبر ۲۹ صفحہ ۵)

(۱۰۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام
مدرسہ کے لئے دوسروں سے بھی چندہ لے لیتے اور فرماتے اس میں دوسروں کے بھی بچے پڑھتے ہیں۔ اس لئے کوئی ہرج نہیں۔ اسی طرح ہسپتال بنایا گیا۔ تو اس کے لئے چوہڑوں تک سے چندہ لیا گیا۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۳۵)

(۱۰۴) (قاضی سید امیر حسین صاحب
مرحوم کو مدرسہ احمدیہ سے ریٹائر ہونے پر جو پارٹی دی گئی۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا) :-

شائد ان چند لوگوں میں سے مَیں بھی ایک ہوں۔ جنہوں نے اس زمانہ میں قاضی صاحب کو مدرسہ[7] میں پڑھاتے دیکھا ہے۔ جب مدرسہ نہایت ابتدائی حالت میں تھا۔ اس لئے مَیں سمجھتا ہوں۔ شائد چند آدمی ہوں گے۔ شائد مَیں اس لئے کہتا ہوں۔ کہ مجھے پتہ نہیں ہیں یا نہیں۔ مجھے نظر کوئی نہیں آتا۔ جو اُس وقت کی تعلیمی کیفیات سے واقف ہوں۔

اُس وقت یہ عمارتیں (موجودہ بورڈنگ مدرسہ احمدیہ ناقل) نہ تھیں۔ بلکہ یہاں پانی ہوتا تھا اور اس جگہ لوگ نہایا کرتے تھے۔ اب بازار کی طرف جو کمرے ہیں وہ بعد میں بنائے گئے۔ اُس وقت نہ بنچ ہوتے تھے۔ نہ کُرسیاں۔ نہ ڈیکس ہوتے تھے۔ نہ میزیں۔ صرف تپڑ (ٹاٹ) ہوتے تھے۔ اور وہ بھی ایلجن ملز کے بنے ہوئے نہیں۔ بلکہ عام تپڑ جو چُوہڑے چمار بنا کر بیچتے ہیں۔ وہ عرض میں اتنے چھوٹے ہوتے ہیں۔ کہ اگر کوئی معمولی جسم والا انسان بھی اُن پر بیٹھے تو اُس کا آدھا جسم نیچے ہو۔ جا نماز استاد کی جگہ ہوتی تھی۔ اس طرح اِس سکول کی بُنیاد پڑی۔ اور اُس وقت قاضی صاحب پڑھانے کے لئے آئے۔ جس وقت قاضی صاحب یہاں تشریف لائے ہیں۔ اس سے پہلے غالباً امرتسر میں کام کرتے تھے۔ اُن کی یہاں ابتدائی تنخواہ اتنی تھوڑی تھی جو اب چپڑاسی کی بھی نہیں۔ اُنہیں ۹ یا دس روپے تب ملتے تھے۔ اور چپڑاسی کو گیارہ روپے اِن دنوں ملتے ہیں۔

اِس رنگ میں سکول شروع ہوا۔ اور اس طرح قاضی صاحب نے کام کیا۔ جو آج اپنی عمر کا بڑا حصہ تعلیم میں گذار کر کارکن سمجھے جاتے ہیں۔ اس زمانہ کے قریب ہی مگر قاضی صاحب سے بعد مولوی شیر علیؓ صاحب آئے جو ۲۰ یا ۲۵ روپے تنخواہ لیتے تھے۔ یہ ذکر مَیں اس لئے کرتا ہوں۔ کہ باہر کے کچھ لوگ کہتے ہیں۔ قادیان والے باہر کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ دین کے لئے قربانی کرو۔ مگر خود نہیں کرتے۔ حالانکہ یہاں کام کرنے والوں میں اب بھی ایسی مثالیں مل سکتی ہیں۔ کہ گریجوایٹ ہو کر ۲۵ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ روپے تنخواہ پر کام کر رہے ہیں۔ اُس وقت قاضی صاحب اور مولوی صاحب جیسے کارکن تھے۔ جو اتنا قلیل گذارہ لیکر کام کرتے تھے۔

اُس وقت مجھے یاد ہے۔ ابتداء میں بہت تھوڑے طالب علم ہوتے تھے۔ جو تپڑ کھینچ کر ادھر اُدھر جہاں دُھوپ ہوتی کر لیتے تھے۔ میری عمر اُس وقت گیارہ سال کے قریب تھی۔ مگر اُس وقت کے نظارے مجھے ابھی تک یاد ہیں۔ (الفضل جلد ۱۳ نمبر ۱۷ صفحہ ۶)

(۱۰۵) آپ نے ۱۸۹۸ء میں لارڈ ایلجن
(وائسرائے ہند کو لکھا تھا۔ کہ مذہبی مباحثات کے لئے ایسے قواعد پاس ہونے چاہئیں۔ جن کی وجہ سے امن میں خلل واقعہ نہ ہو۔ اور اس کے متعلق کچھ تجاویز بھی پیش کی تھیں۔ لیکن اس وقت چونکہ ایسے حالات نہ تھے۔ اسلئے ان پر توجہ نہ کی گئی۔ مگر ۱۹۱۴ء میں ان کو تسلیم کرنا پڑا۔

(الفضل جلد ۴ نمبر ۹۰)

(۱۰۶) ایک دوست نے سنایا۔ حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن ... تھے۔ کہ آپؑ نے پان مانگا۔ منشی ظفر احمد ... دیا۔ جس میں زردہ پڑا ہوا تھا۔ آپؑ ... ہو گئی۔ مگر اس خیال سے کہ دل شکنی ... معدہ صاف ہو گیا۔ خوب قے آ... جب یہ بات سُناتے تو آپ ... ہیں۔

...لی روایت ہے کہ ... پیہ السلام کی خدمت میں ... یم حالت کا ذکر کرتے ہوئے ... یا ہی تھی۔ اس پر حضور علیہ السلام ... نم معاف کر دیجائے۔ اور ... اطلاع کر دیجائے۔ (مرتب)

(رپورٹ مجلس ...)

(۱۰۷)

---

[1] میاں معراج الدین صاحب مرحوم کی روایت ہے کہ یہ سٹیشن لاہور کا تھا
[2] حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی۔
[3] حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ
[4] غالباً یہ ملتان سے واپسی کے وقت کا واقعہ ہے۔
[5] چند سال ہوئے ڈسٹرکٹ بورڈ نے اسے توڑ دیا ہے۔

(خاکسار مرتب)

[6] اس سے بھی پہلے مرزا نظام الدین صاحب کے دیوان خانہ کے ایک کمرہ میں شروع ہوا تھا۔ (مرتب)
[7] جس وقت کا یہ ذکر ہے۔ اُس وقت مدرسہ احمدیہ کی عمارت میں تعلیم الاسلام ہائی سکول تھا۔ اور قاضی صاحب اسی تعلیم الاسلام ہائی سکول میں شروع میں بطور معلم آئے تھے۔ (مرتب)

علی خلق اللہ کا کامل نمونہ تھا۔ اور یقیناً اس کے منہ سے اور اس کی تحریروں سے ہم نے یہ بات معلوم کی ہے۔ کہ اسلام کی دو ہی غرضیں ہیں۔ ایک تعلق باللہ اور دوسری شفقت علیٰ خلق اللہ۔ وہ ہندوؤں سے ملتا تھا سیحیوں سے ملتا ہے۔ لیکن مرزا سلطان احمد سے کبھی نہیں ملتا تھا۔ اور کئی دفعہ جب حضرت خلیفہ اول رض نے کوشش کی۔ کہ آپ کو ان سے ملائیں۔ تو آپ نے نہایت سختی سے انکار کر دیا۔ آخر مولوی صاحب کو منع کر دیا کہ پھر ایسا ذکر نہ کریں۔ (القول الفصل ص۶۵)

(۱۰۸) مولوی عمر الدین صاحب نے بیان کیا کہ سلسلہ میں داخل ہونے سے پہلے میں مولویوں کا مداح تھا۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے تعلق تھا۔ ایک دفعہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور عبدالرحمٰن سیاح آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ کہ مرزا صاحب کو ذلیل کرانے کی کیا تجویز ہو۔ عبدالرحمٰن نے کہا۔ میں بتاتا ہوں۔ مرزا صاحب اعلان کر چکے ہیں۔ کہ میں مباحثہ نہیں کروں گا۔ اب انہیں مباحثہ کا چیلنج دے دو۔ اگر تو وہ تیار ہو گئے۔ تو انہیں کا قول یاد دلا کر نادم کیا جائے کہ ہم پبلک کو صرف یہ دکھانا چاہتے تھے۔ کہ آپ کو اپنے قول کا پاس نہیں۔ اور اگر مباحثہ سے انکار کیا۔ تو ہم یہ اعلان کر دیں گے۔ کہ دیکھو ہمارے مقابل پر آنے کا حوصلہ نہیں۔ میں (عمر الدین) نے کہا۔ مجھے کہو تو میں انہیں جا کر مار آتا ہوں۔ جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔ اس پر وہ کہنے لگے۔ تمہیں کیا معلوم۔ ہم یہ سب تدبیریں کر چکے ہیں۔ کوئی سبب ہی نہیں بنتا۔ یہ سنتے ہی مولوی عمر الدین کہتے ہیں۔ کہ میرے دل میں حضور (مسیح موعود) کی صداقت کا اثر ہو گیا۔ (الفضل جلد ۸۔ نمبر ۳۳ ص۵)

(۱۰۹) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جماعت کپور تھلہ اور غیر احمدیوں کا وہاں کی مسجد کے متعلق ایک مقدمہ ہو گیا جس جج کے پاس یہ مقدمہ گیا وہ خود غیر احمدی تھا۔ اور مخالف تھا۔ اس نے اس مقدمہ میں خلاف پہلو اختیار کرنا شروع کیا۔ اس حالت میں جماعت کپور تھلہ نے گھبرا کر حضرت مسیح موعود کو خطوط لکھے۔ اور دعا کے لئے درخواست کی۔ حضرت صاحب نے ان کو جواب لکھا۔ کہ اگر میں سچا ہوں۔ تو مسجد تم کو مل جائے گی۔ مگر جج نے بدستور مخالفانہ روش قائم رکھی۔ آخر اس نے احمدیوں کے خلاف فیصلہ لکھا۔ جس دن اس نے فیصلہ سنانا تھا۔ اس دن وہ صبح کے وقت کپڑے پہن کر اپنی کوٹھی کے برآمدہ میں نکلا۔ اور اپنے نوکر کو کہ بوٹ پہنائے۔ اور آپ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ نوکر نے بوٹ پہنا کر فیتہ باندھنا شروع کیا۔ کہ یکلخت اسے ہائے کی سی آواز سنائی دی۔ اس نے اوپر نظر اٹھائی تو دیکھا۔ اس کا آقا بے سہارا ہو کر کرسی پر اوندھا پڑا تھا۔ گیا۔ تو معلوم ہوا۔ مرا ہوا ہے۔ گویا یکلخت ہی کہ اس کی جان نکل گئی۔ اس کا قائم مقام جج نے اس کے لکھے ہوئے فیصلہ کو حق میں فیصلہ کر دیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول بار اول ص۵۰-۵۱) مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے کے آخر میں لکھا ہے۔ کہ:۔

"مجھ سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے ذکر کیا۔ کہ میں ایک دفعہ کپور تھلہ گیا تھا۔ تو وہاں دیکھا کہ وہاں کی جماعت نے حضرت مسیح موعود کی یہ عبارت کہ (اگر میں سچا ہوں تو یہ مسجد تم کو مل جائے گی۔) خوبصورت موٹی لکھوا کر اس مسجد میں نصب کرائی ہوئی ہے۔"

(۱۱۰) لدھیانہ کے علاقہ کے ایک شخص میاں نور محمد صاحب تھے۔ انہوں نے ادنیٰ اقوام میں تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھایا ہوا تھا۔ وہ خاکروبوں میں تبلیغ کیا کرتے تھے۔ اور سینکڑوں خاکروب اُن کے مرید ہو گئے تھے۔ اور اُن کے بعض مرید بعض دفعہ یہاں بھی آ جایا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے۔ کہ حضرت مرزا صاحب ہمارے پیر کے پیر ہیں۔ یہاں ہمارے ایک رشتہ میں چچا نے محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت اور آپ کے دعویٰ کا تمسخر اڑانے کے لئے اپنے آپ کو چوہڑوں کا پیر مشہور کیا ہوا تھا۔ اور اُن کا دعویٰ تھا۔ کہ میں لال بیگ ہوں۔ ایک دفعہ بعض وہ لوگ جو خاکروب سے مسلمان ہو چکے تھے۔ یہاں آئے ہوئے تھے۔ انہیں حقّہ کی عادت تھی۔ اُن صاحب کی مجلس میں جو انہوں نے حقّہ دیکھا۔ تو حقّہ کی خاطر اُن کے پاس جا پہنچے۔ ہمارے چچا نے اُن سے مذہبی گفتگو شروع کر دی۔ اور کہا۔ کہ تم مرزا صاحب کے پاس کیوں آئے ہو؟ تم تو دراصل میرے مرید ہو۔ مرزا صاحب نے تمہیں کیا دیا ہے۔ وہ لوگ ان پڑھ تھے جیسے خاکروب عام طور پر ہوتے ہیں۔ آج کل تو پھر بھی خاکروب کچھ ہوشیار ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ آج سے چالیس سال پہلے کی بات ہے۔ اُسوقت یہ قوم بالکل ہی جاہل تھی۔ لیکن جب اُن سے ہمارے چچا نے سوال کیا۔ کہ مرزا صاحب نے تم کو کیا دیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم اور تو کچھ نہیں جانتے۔ لیکن اتنی بات پھر بھی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ لوگ پہلے ہم کو چوہڑے کہتے تھے۔ لیکن مرزا صاحب کے تعلق کی وجہ سے اب ہمیں مرزائی کہتے ہیں۔ گویا ہم چوہڑے تھے ان کے طفیل مرزا بن گئے۔ لیکن آپ پہلے مرزا تھے مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے چوہڑے بن گئے۔

(الفضل جلد ۲۳۔ نمبر ۱۴۴ ص۳)

(۱۱۱) اگر ظاہری علم پر ہی فضیلت اور بزرگی کی بنیاد رکھی جائے۔ تو نعوذ باللہ دنیا کے سارے انبیاء کو جھوٹا کہنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کا مقابلہ کرنیوالے عُلماء ہی ہوئے ہیں۔ . . . . . حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ان ہی لوگوں نے مقابلہ کیا جو اپنے آپ کو ظاہری علوم کے لحاظ سے بہت بڑا عالم سمجھا کرتے تھے۔ یہانتک کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نہایت حقارت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "منشی غلام احمد" لکھا کرتے تھے۔ گویا آپ (نعوذ باللہ) صرف منشی ہیں۔ کہ دو چار سطریں لکھ لیتے ہیں۔ عالم نہیں ہیں۔ اور وہ اس بات پر بہت خوش ہوتے۔ کہ میں نے انہیں "منشی" لکھا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ میں اُس وقت چھوٹا بچہ تھا۔ کہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی نے کسی مجلس میں بیان کیا۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے میری نسبت تو یہ لکھا ہے۔ کہ مولوی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اس نے یہ لکھا ہے کہ وہ منشی ہیں۔ مجھے اس وقت بھی ان کی یہ بات بُری معلوم ہوتی تھی۔ اور آج بھی بُری محسوس ہوتی ہے۔

(الفضل جلد ۲۵۔ نمبر ۲۱۱ ص۴)

(۱۱۲) مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت میں نے سُنا ہے۔ کہ اس کی بہت بڑی عزت کیجاتی تھی۔ جب وہ لاہور جایا کرتا تھا۔ تو ہندو دکاندار تک بھی تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ لیکن اب میں نے اپنی آنکھوں سے اُس کو دیکھا ہے۔ کہ اسٹیشن سے خود بوجھ اٹھائے جا رہا تھا۔ اور اسکو کوئی پوچھتا تک نہ تھا۔ (حقائق القرآن ص۱۱)

(۱۱۳) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جو دوست باہر سے آیا کرتے تھے۔ وہ مشکل مسائل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پُوچھا کرتے تھے۔ اور اس طرح گفتگو کا موقعہ ملتا رہتا۔ اور بعض دوست تو عادتاً بھی سوال کر لیا کرتے تھے۔ اور جب بھی وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بیٹھتے۔ کوئی نہ کوئی سوال پیش کر دیا کرتے۔ مجھے ان میں سے دو شخص جو اس کام کو خصوصیت سے کیا کرتے تھے۔ اچھی طرح یاد ہیں۔ ایک میاں معراج الدین صاحب عمر رض اور دوسرے میاں رجب الدین صاحب۔ جو خواجہ کمال الدین صاحب کے خسر تھے۔ مجھے یاد ہے۔ مجلس میں بیٹھتے ہی یہ سوال کر دیا کرتے تھے۔ کہ حضور فلاں مسئلہ کس طرح ہے؟ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسئلہ پر تقریر شروع فرما دیتے۔

(الفضل جلد ۲۰۔ نمبر ۱۲۸۔ ص۸)

(۱۱۴) مجھے یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قاضی سید امیر حسین صاحب مرحوم کو جو میرے استاد بھی تھے۔ بوجہ اس کے کہ وہ اہلحدیث میں سے آئے تھے۔ بعض مسائل میں اختلاف تھا۔ ایک دفعہ یہ سوال زیر بحث تھا۔ کہ مجلس میں کسی بڑے آدمی کے آنے پر کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں۔ قاضی سید امیر حسین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ شرک ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ آخر یہ جھگڑا اتنا طول پکڑ گیا۔ کہ اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا۔

اُس وقت اگرچہ میں طالب علم تھا۔ مگر چونکہ مذہبی باتوں سے مجھے بچپن سے ہی دلچسپی رہی ہے۔ اسلئے میں ہی وہ رقعہ لیکر اندر گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے جواب میں زبانی کہا یا تحریر کیا۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ خیال یہی آتا ہے۔ کہ آپ نے تحریر فرمایا۔ کہ دیکھو وفات کے موقعہ پر کوئی ایسی حرکت کرنا۔ جیسے دوہتڑ مارنا شریعت نے سخت ناجائز قرار دیا ہے۔ لیکن جہاں تک مجھے خیال ہے روایت تو صحیح یاد نہیں۔ آپ نے غالباً حضرت عائشہ رض کا ذکر کیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے موقعہ پر انہوں نے بے اختیار اپنے سینہ پر ہاتھ مارا۔

یہ روایت لکھ کر آپ نے تحریر فرمایا۔ ایک چیز ہوتی ہے تکلف اور بناوٹ۔ اور ایک چیز ہوتی ہے جذبۂ بے اختیاری۔ جو امر جذبۂ اختیاری کے ماتحت ہو۔ اور ایسا نہ ہو جو نصِ صریح سے ممنوع ہو۔ بعض حالتوں

ہیں وہ بہ [illegible] ہے۔ اور وہاں یہ دیکھا جائے گا۔ کہ یہ فعل کرنے والے نے کس رنگ میں کیا۔ سجدہ تو بہرحال منع ہے۔ خواہ کس جذبہ کے ماتحت ہو۔ مگر بعض افعال ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ بعض صورتوں میں تکلف اور بعض صورتوں میں جذبۂ بے اختیاری کے ماتحت صادر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آپؑ نے تحریر فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص اس لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کہ ایک بڑے آدمی کے آنے پر چونکہ باقی لوگ کھڑے ہیں۔ اس لئے مَیں بھی کھڑا ہو جاؤں تو وہ گنہگار ہوگا۔ مگر وہ جو بے قرار ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ جیسے معشوق جب عاشق کے سامنے آئے تو وہ اس کیلئے کھڑا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس پر گرفت نہیں۔

(الفضل جلد ۲۰۔ نمبر ۱۲۸۔ صفحہ ۹)

(۱۱۵) انبیائؑ کا دل بڑا شکر گذار ہوتا ہے۔ ایک معمولی سے معمولی بات پر بھی بڑا احسان محسوس کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں جب دن رات چھپتیں تو باوجود اس کے کہ آپؑ کئی کئی راتیں بالکل نہیں سوتے تھے۔ لیکن جب کوئی شخص رات کو پروف لاتا تو اس سے آواز دیتے پر خود اُٹھ کر لینے کے لئے جاتے۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے۔ کہ جزاک اللہ احسن الجزاء اس کو کتنی تکلیف ہوئی ہے۔ یہ لوگ کتنی تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ حالانکہ آپؑ خود ساری رات جاگتے رہتے تھے۔

مَیں کئی بار آپؑ کو کام کرتے دیکھ کر سویا۔ اور جب کہیں آنکھ کھلی تو کام کرتے ہی دیکھا۔ حتّٰی کہ صبح ہوگئی۔ دوسرے لوگ اگرچہ خدا کے لئے کام کرتے تھے لیکن آپؑ ان کی تکلیف کو بہت محسوس کرتے تھے۔ کیوں؟ اسلئے کہ انبیاءؑ کے دل میں احسان کا بہت احساس ہوتا ہے۔

(الفضل جلد ۴۔ نمبر ۱۳۔ صفحہ ۷)

(۱۱۶) یہ کہنا۔ کہ سینما یا بائیسکوپ یا فونوگراف اپنی ذات میں بُرا ہے۔ صحیح نہیں۔ فونوگراف خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سُنا ہے۔ بلکہ اس کے لئے آپؑ نے خود ایک نظم لکھی اور پڑھوائی۔ اور پھر یہاں کے ہندوؤں کو بُلوا کر سُنائی۔ یہ وہ نظم ہے جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے

پس سینما اپنی ذات میں بُرا نہیں۔ بلکہ اس زمانہ میں اس کی جو صورتیں ہیں وہ مخرّبِ اخلاق ہیں۔ اگر کوئی فلم کلی طور پر تبلیغی یا تعلیمی ہو۔ اور اس میں کوئی حصّہ تماشہ وغیرہ کا نہ ہو۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ میری یہی رائے ہے کہ تماشہ تبلیغی بھی ناجائز ہے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۹ء صفحہ ۸۶)

(۱۱۷) ایک دفعہ اُمّ المومنین بیمار ہوئیں۔ اور قریباً چالیس روز تک بیمار رہیں۔ ایک دن حضرت صاحب نے فرمایا۔ اس مسجد (مبارک) کے متعلق الہام ہے۔ مبارک و مبارک وَ کُلُّ اَمْرٍ مُبَارَکٍ یُجْعَلُ فِیْہِ۔ اس میں حل کر دوا دیں۔ آپؑ نے آکر دوا پلائی۔ دو گھنٹے کے اندر اُمّ المومنین اچھی ہوگئیں۔

(الفضل جلد ۵۔ نمبر ۶۱۔ صفحہ ۶)

(۱۱۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا۔ کہ آپؑ عربی میں عید کا خطبہ پڑھیں۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم دیا جائے گا۔ آپؑ نے اس سے پہلے کبھی عربی میں تقریر نہ کی تھی۔ لیکن جب تقریر کرنے کے لئے آئے۔ اور تقریر شروع کی۔ تو مجھے خوب یاد ہے۔ گو مَیں چھوٹی عمر ہونیکی وجہ سے عربی نہ سمجھ سکتا تھا۔ مگر آپؑ کی ایسی خوبصورت اور نورانی حالت بنی ہوئی تھی۔ کہ مَیں اوّل سے آخر تک برابر تقریر سُنتا رہا۔ حالانکہ ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکتا تھا۔

(حقیقۃ الرؤیا ۱۹۱۷ء صفحہ ۹۷)

(۱۱۹) اگر قرآن کریم کے بعد آسانی اور سہولت سے کوئی عبارت حفظ ہو سکتی ہے۔ تو یہی تقریر (خطبۂ الہامیہ ہے) جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی۔ یہ حفظ کرنے کے لئے اسقدر اقرب ہے۔ کہ وہ دن جس میں (یہ تقریر) کی گئی تھی ابھی ڈوبا نہیں تھا۔ کہ چھوٹے چھوٹے بچے اس کے فقرے گلیوں میں دوہراتے پھرتے تھے۔ وجہ یہ کہ ایسی مقفّٰی اور مسجّع ہے۔ کہ بہت آسانی سے یاد ہو سکتی ہے۔

اُس وقت میری عمر بارہ برس کے قریب تھی۔ اور کئی بچے مجھ سے بھی چھوٹی عمر کے تھے مجھے یاد ہے۔ ہمیں اس تقریر کے کئی فقرے یاد ہو گئے تھے۔ اور تقریر کرنے کے وقت کے نقشہ کا ایسا اثر تھا۔ کہ بغیر اس بات کے علم کے۔ کہ سواری کا پڑھنے کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے۔ ہم دیواروں کو گھوڑا بنا لیتے اور (اس کے) فقرات کو پڑھتے۔ اور ہم سمجھتے۔ کہ سواری کو ان فقرات کو کوئی خاص مناسبت ہے۔

(الفضل جلد ۷۔ نمبر ۲۳۔ صفحہ ۴)

(۱۲۰) ایک وہ بھی زمانہ تھا۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مخالفین نے مسجد کا دروازہ بند کر دیا۔ اور آپؑ کئی دفعہ گھر میں پردہ کرا کر لوگوں کو مسجد میں لاتے۔ اور کئی لوگ اوپر سے ہو کر آتے۔ سال یا چھ ماہ تک یہ راستہ بند رہا آخر مقدمہ ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے ایسے سامان کئے۔ کہ دیوار گرائی گئی۔ (الفضل جلد ۲۷۔ نمبر ۲۵۶۔ صفحہ ۵)

(۱۲۱) مَیں چھوٹا تھا۔ مگر مجھے مندرجہ ذیل واقعہ اچھی طرح یاد ہے۔ اور اس لئے بھی واقعہ اچھی طرح یاد ہے۔ کہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت رؤیا کے ذریعہ خبر دی تھی۔ ایک دن ہم سکول سے واپس آئے۔ تو احمدیوں کے چہروں پر ملال کے آثار تھے۔ گول کمرہ اور دفتر محاسب کے درمیان جہاں مسجد کا دروازہ ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارے بعض چچاؤں نے وہاں دیوار کھینچ دی ہے۔ اس لئے ہم اندر سے ہو کر گھر پہنچے۔ اور معلوم ہوا۔ کہ یہ دیوار اس لئے کھینچی گئی ہے۔ کہ تا احمدی مسجد میں نہ آسکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا۔ کہ ہاتھ مت اٹھاؤ۔ اور مقدمہ کرو۔ آخر مقدمہ کیا گیا۔ جو خارج ہو گیا۔ اور معلوم ہوا۔ کہ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود نالش نہ کریں گے کامیابی نہ ہوگی۔

آپؑ کی عادت تھی۔ کہ مقدمات وغیرہ میں نہ پڑتے تھے۔ مگر یہ چونکہ جماعت کا معاملہ تھا اور دوستوں کو اس دیوار سے بہت تکلیف تھی۔ اس لئے آپؑ نے فرمایا۔ کہ بہت اچھا میری طرف سے [illegible] جائے۔ چنانچہ مقدمہ ہوا۔ اور دیوار گرائی گئی۔ فیصلہ سے بہت پہلے مَیں نے رؤیا میں دیکھا تھا۔ کہ مَیں کھڑا ہوں۔ اور وہ دیوار توڑی جا رہی ہے۔ اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ بھی پاس ہی کھڑے ہیں۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ جس دن سرکاری آدمی اسے گرانے آئے۔ عصر کے بعد ہی حضرت خلیفہ اوّلؓ درس دیا کرتے تھے۔ سخت بارش آئی۔ اور حضرت خلیفہ اوّلؓ بھی شاید بارش کی وجہ سے یا یُونہی وہاں آکر کھڑے ہو گئے۔ اس دیوار کی وجہ سے جماعت کو مہینوں یا شاید سالوں تکالیف اٹھانی پڑیں کیونکہ انہیں مسجد تک پہنچنا مشکل تھا۔ پھر مقدمہ پر ہزاروں روپیہ خرچ ہوا۔ اور عدالت نے فیصلہ کیا۔ کہ خرچ کا کچھ حصہ ہمارے چچاؤں پر ڈال دیا جائے۔ کئی لوگ غصہ سے کہہ رہے تھے۔ کہ یہ بہت کم ڈالا گیا ہے۔ ان کو تباہ کر دینا چاہیئے۔ جب اس ڈگری کے اجراء کا وقت آیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور میں تھے۔ آپؑ کو عشاء کے قریب رؤیا یا الہام کے ذریعہ بتایا گیا۔ کہ یہ بار ان پر بہت زیادہ ہے۔ اور اس کی وجہ سے مخالف رشتہ دار بہت تکلیف میں ہیں۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا۔ کہ مجھے رات نیند نہیں آئے گی۔ اسی وقت آدمی بھیجا جائے جو جا کر کہہ دے۔ کہ ہم نے یہ خرچ تمہیں معاف کر دیا ہے۔ مجھے اس معافی کی صورت پوری طرح یاد نہیں۔ کہ آیا سب رقم معاف کر دی تھی یا بعض حصہ۔ بچپن کا واقعہ ہے اسلئے اس کی پوری تفاصیل یاد نہیں رہیں۔ مگر اتنا یاد ہے۔ کہ فرمایا۔ مجھے رات نیند نہیں آئیگی۔ اسوقت کسی کو بھیجدیا جائے جو جا کر اُن سے کہدے یہ رقم یا اسکا بعض حصہ جو بھی صورت تھی تم سے وصول نہ کیا جائیگا۔ (الفضل جلد ۲۴۔ نمبر ۲۹۔ صفحہ ۸)

(۱۲۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منارۃ المسیح کے متعلق اعلان کیا تھا۔ کہ جو سَو روپیہ دے گا۔ اُس کا نام منارہ پر لکھا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نام لکھا جانا بھی بڑی بات ہے۔ تاکہ اگلی نسلیں اُن کے نام یاد رکھیں۔

(الفضل جلد ۱۷۔ نمبر ۵۳۔ صفحہ ۷)

(خاکسار ملک فضل حسین کارکن صیغہ تالیف و تصنیف۔ مرتب روایاتِ صحابہؓ)

نوٹ: شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی روایت ہے کہ مرزا نظام الدین صاحب نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں خط بھیجا تھا جس میں اپنی سقیم حالت کا ذکر کرتے ہوئے ڈگری کی رقم سے معافی چاہی تھی۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ فوراً انہیں رقم معاف کر دیجائے۔ اور دانکو ہی ان کو اس کی اطلاع کر دیجائے۔ (مرتب)

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دیں۔ ۔ سیکرٹری مقبرہ بہشتی

وصیتیں

نمبر ۶۷۲۲ ۔ منکہ فرحت سلطانہ بیگم بنت شیخ نیاز اللہ صاحب قوم شیخ، قریشی عمر ۴۸ سال پیدائشی احمدی ساکن شاہجہان پور میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اس وقت صرف میرا گذارہ میرے لیڈی ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے جو کچھ آمدنی ہوتی ہے اس پر ہے۔ جس کی اوسط بیس ۲۰ روپے ماہوار ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ اس آمدنی سے اگر کچھ بچا کر میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ بناؤں اور میری وفات کے وقت وہ میری ملکیت ہو تو اس کے ساتویں حصہ کی مالک بھی بصورت وصیت حصہ جائداد کے صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے ورثاء کو اس کے ادا کرنے سے انکار نہ ہوگا۔ یہ چند حروف بطور سند لکھ دیئے ہیں۔ المرقوم ۱۵ / مئی ۱۹۴۳ء مطابق ۱۵ / ہجرت ۱۳۲۲ ہش۔ گواہ شد۔ خلیق احمد پسر موصیہ بقلم خود۔ ۱۵ / مئی ۱۹۴۳ء۔ العبد فرحت سلطانہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد۔ غلام احمد بدوملہوی (موصیہ کا بہنوئی) بقلم خود۔ ۱۵ / مئی ۱۹۴۳ء ٭

نمبر ۶۵۹۳ ۔ منکہ سکینہ بیگم زوجہ منشی سراج الدین صاحب قوم ارائیں عمر تقریباً ۶۵ سال ساکن کانپور ڈاکخانہ خاص ضلع کانپور صوبہ یوپی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ / جنوری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

(۱) میرا ایک مکان جو مجھے خاوند کی طرف سے مہر میں ملا ہے۔ موضع خانپور ڈاکخانہ سرہند ریاست پٹیالہ میں ہے۔ میں اس کی رقم اندازاً ایک ہزار روپے کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

اس کے علاوہ اس وقت میرے پاس کوئی زیور یا جائیداد نہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں کوشش کروں گی کہ اپنے مکان کے ۱/۱۰ حصہ کی رقم اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تاکہ میرے مرنے تک میرے ذمہ کوئی بقایا نہ رہے

(۲) میرا گذارہ بچوں کی آر پر ہے۔ فقط۔ الامۃ سکینہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد۔ سراج الدین خاوند موصیہ بقلم خود۔ ۱۱ / جنوری ۱۹۴۳ء۔ گواہ شد۔ بشیر احمد شاد احمدی۔ حلقہ مسجد مبارک قادیان۔

نمبر ۶۷۱۲ ۔ منکہ نور بیگم زوجہ چوہدری نذیر احمد صاحب قوم زمیندار پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن شہر سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب ڈاکخانہ شہر سیالکوٹ ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22/4/43 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

زیور طلائی۔ کنگنیاں یک جوڑی وزن تین تولہ۔ (۲) کانٹے یک جوڑی وزنی یک تولہ۔ (۳) سوئی وزنی و مندری، دو عدد مہر سہ وزنی یک تولہ چھ ماشہ گیارہ رتی۔ کل زیور وزنی ۵ تولہ چھ ماشہ گیارہ رتی ہے۔ جس کی قیمت بوقت ادائیگی وصیت کی رقم۔ کے مطابق نرخ بازار کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

اس کے علاوہ مبلغ ایک ہزار روپے حق مہر بذمہ میرے خاوند کے ہے۔ اس کی ادائیگی پر ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دوں گی۔ میرے مرنے پر اسکے علاوہ جو جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ 22/4/43۔ العبد۔ نور بیگم موصیہ ۲۲/۴/۴۳۔ گواہ شد۔ چوہدری نذیر احمد خاوند موصیہ ۲۲/۴/۴۳ گواہ شد۔ محمد حسین والد موصیہ شہر سیالکوٹ۔ بقلم الہدتا محاسب شہر سیالکوٹ ۲۲/۴/۴۳ ٭

نمبر ۶۷۱۳ ۔ منکہ نذیر احمد ولد چوہدری فضل احمد صاحب قوم باجوہ زمیندار پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی عنایت خاں ڈاکخانہ پسرور ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری موجودہ غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے کیونکہ میرے والد صاحب خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ میرا گذارہ ملازمت پر ہے۔ جس کی تنخواہ مبلغ ۶۵/- روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اس تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ میں ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اور خدا کے فضل سے تنخواہ کی بیشی کی صورت میں اس حصہ رسدی سے چندہ ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر جو جائیداد بصورت غیر منقولہ میرے قبضہ میں ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ٭ بقلم الہدتا محاسب۔ گواہ شد۔ الہدتا محاسب انجمن احمدیہ شہر سیالکوٹ۔ ۲۲/۴/۴۳۔ العبد نذیر احمد بقلم خود حال سیالکوٹ۔ Lindi. Ch. Nazir ... Ahmad. A.S.M. B. Supply Depot B. Company. Feroze poor Cantt

گواہ شد۔ غلام حسین نمبردار احمدی محلہ اراضی یعقوب بقلم خود ۲۲/۴/۴۳ ٭

نمبر ۶۷۱۴ ۔ منکہ صلاح بی بی بنت شہابل قوم کھرل پیشہ زراعت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن کالیہ ڈاکخانہ بھکی ضلع شیخوپورہ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ / مئی ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

اس وقت میرے پاس مبلغ ایک سو پچیس روپے نقد اور بارہ عدد بالیاں نقری قیمتی مبلغ چھ روپیہ ہیں۔ انکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ میں اس کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف ضلع گورداسپور کرتی ہوں۔ جو جائیداد اس کے علاوہ میری وفات پر ثابت ہو اس پر بھی اس وصیت کا اطلاق ہوگا۔

اس موجودہ جائداد کا حصہ وصیت نقد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ فقط۔ گواہ شد۔ بقلم سید سعید احمد طالب علم نہم اے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ الامۃ۔ نشان انگوٹھا صلاح بی بی بنت شہابل قوم کھرل ساکن کالیہ ضلع شیخوپورہ۔ ڈاکخانہ بھکی۔ گواہ شد۔ بقلم سید لعل شاہ احمدی امیر جماعت آئینہ ڈاکخانہ ہیوٹیکے ضلع شیخوپورہ

نمبر ۶۷۱۵ ۔ منکہ رحمت اللہ ولد بوڑا قوم ارائیں پیشہ زراعت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن دارالسعۃ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۔۵۔۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت جائیداد حسب ذیل ہے:۔

رہائشی مکان خام بھمبیاں ضلع ہوشیارپور مالیتی ۵۰/- روپیہ، ایک حویلی مالیتی ۱۰۰/- روپیہ۔ چھ کنال زمین موروث دفعہ ۶ مالیتی ۱۰۰/- روپیہ۔ کل ۲۵۰/- روپے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جائداد مذکور کا میں دفعہ ۶ کا موروث ہوں اس لئے میں اس جائداد کو کسی جگہ نہ تو فروخت کر سکتا ہوں اور نہ ہی رہن۔ اس لئے میں بجائے زمین دینے کے اس کی قیمت مذکور مبلغ ۲۵۰/- کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرا دوں گا۔ اسکے علاوہ میری جو آمد ہوگی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کراتا رہوں گا۔

گواہ شد۔ احسان اللہ ولد چوہدری رحمت اللہ صاحب موصوف موصی۔ احسان اللہ بقلم خود ۵/۵۔ العبد۔ رحمت اللہ ولد بوڑا محلہ دارالسعۃ بھمبیانوالہ۔ سابق امیر جماعت احمدیہ بھمبیاں۔ رحمت اللہ بقلم خود مہاجر۔ ۵/۵/۴۳۔ گواہ شد۔ محمد سعید اسعد محلہ دارالسعۃ۔ محمد سعید اسعد احمدی بقلم خود۔ موصی نمبر ۳۱۱ ۵/۵/۴۳

نمبر ۶۷۱۸ ۔ منکہ صابرہ خاتون زوجہ حاجی محکم الدین صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر چھتالیس سال۔ پیدائشی احمدی ساکن چکوال ڈاکخانہ خاص ضلع جہلم۔ حال 75/1A کالج سٹریٹ کلکتہ۔ ڈاکخانہ بہو بازار سٹریٹ ضلع کلکتہ صوبہ بنگال۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ / مارچ ۱۹۴۳ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

اس وقت میری جائداد صرف ایک مکان ہے۔ جو کہ چکوال محلہ خواجگان میں واقع ہے۔ اس کی قیمت اندازاً بارہ صد (۱۲۰۰) روپیہ کے قریب ہوگی۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ مجھے چالیس (۴۰) روپے ماہوار برائے خرچ خانہ داری ملتے ہیں۔ اس کا اور باقی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہی ہوگی۔ الامۃ۔ صابرہ خاتون زوجہ حاجی محکم الدین صاحب۔ صابرہ خاتون بقلم خود۔

گواہ شد۔ حاجی محکم الدین صاحب خاوند موصیہ۔ محکم الدین احمدی حال کلکتہ ۷۵/۱A کالج سٹریٹ۔ گواہ شد۔ ملک محمد طفیل احمدی سکنہ منصور پور ڈاکخانہ مکیریاں ضلع ہوشیارپور ۲۸/۳/۴۳

نمبر ۶۷۲ ۔ منکہ عبدالرحیم ولد میاں محمد قوم پراچہ پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ / مئی ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائیداد غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں اور جائداد منقولہ پانسو روپیہ نقدی موجود ہے۔ اور اسکے علاوہ

اسباب خانہ داری اثاث البیت وغیرہ موجود ہے۔ مگر اس کی مالکہ میری اہلیہ ہے۔ اور میری اہلیہ کا حق مہر پانسو روپیہ ہے۔ جو واجب الادا ہے۔ اور قرضہ دادنی و یافتنی کوئی نہیں۔ اور تجارت کا کام چھوٹ چکا ہے۔ اور ہوزری میں کام کرتا ہوں۔ اور میری آمد غیر معین ہے۔ اب میں بحق مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی جائداد مذکورہ کے دسویں حصہ (۱/۱۰ حصہ) کی وصیت کرتا ہوں۔ میری وفات پر میری جائداد کے دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ اور اگر میری وفات پر میری کوئی اور جائداد ہوگی تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ ۱۴/۵/۴۳

گواہ شد۔ غلام حیدر سیکرٹری امور عامہ محلہ دار الرحمت قادیان ضلع گورداسپور بقلم خود۔ العبد۔ عبد الرحیم پراچہ ساکن قادیان محلہ دار الرحمت۔ بقلم خود عبد الرحیم پراچہ

گواہ شد۔ لسل خان احمدی گجراتی دار الرحمت قادیان

نمبر ۶۷۲۱ ۔ منکہ امۃ الرحیم زوجہ مولوی روشن الدین احمد قوم احمدی پیشہ امور خانہ داری عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن حال وارد احمدیہ دار التبلیغ مکیریاں ڈاکخانہ مکیریاں ضلع ہوشیارپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۴/۴۳ ش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری جائیداد غیر منقولہ بالکل نہیں۔ صرف مہر جو بصورت زیورات مبلغ -/۲۰۰ روپیہ وصول کر چکی ہوں۔ زیورات کی تفصیل:-

انام۔ آدھ تولہ سونا۔ بھگتیاں ۲ عدد۔ تولہ سونا۔ کلپ ۲ عدد۔ آدھ تولہ سونا۔ نتھ۔ سوا تولہ سونا۔ تبند ۲ عدد۔ تین تولہ چاندی۔ چوڑیاں ۸ عدد چاندی۔ ۸ تولہ چاندی۔ پہنچیاں ۲ عدد۔ تین تولہ چاندی۔ پٹڑیاں دو عدد۔ ۵ تولہ چاندی۔

زیورات کے لحاظ سے موجودہ گرانی کے مطابق قیمت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصے کی وصیت کرتی ہوں۔ [illegible] قسم کی جائداد وفات کے بعد ثابت ہو۔ تو اس [illegible] حصے کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی فقط

[illegible] روشن الدین احمد احمدی مولوی فاضل [illegible] جدید قادیان مقیم احمدیہ [illegible] ہوشیارپور [illegible] احمدیہ [illegible] ضلع ہوشیارپور

نمبر [illegible] ۔ منکہ محمد مسعود نصر اللہ خان۔

(چوہدری [illegible] نصر اللہ خان صاحب قوم جٹ [illegible] عمر [illegible] سال پیدائشی احمدی [illegible] ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری [illegible] کوئی جائداد نہیں۔ لیکن میرے والد صاحب [illegible] میری موجودہ آمدن مبلغ [illegible] روپیہ [illegible] ہے۔ اور جس قدر بھی مجھے جیب خرچ [illegible] میں ان سب کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ تعالیٰ ادا کرتا رہوں گا۔ [illegible] میری وفات کے بعد جو میری جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ یہ حروف میں بطور وصیت تحریر کر رہا ہوں۔ نیز میری آمدن جس قدر ترقی کریگی اور جس قدر اضافہ میری آمدن میں ہوگا۔ بندہ صدر انجمن احمدیہ کو اطلاع دیتا رہے گا۔ اگر میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کراؤں گا۔ تو وہ میری جائداد میں سے منہا کیا جائے گا۔ العبد۔ احمد مسعود نصر اللہ ولد چوہدری شکر اللہ خان بقلم خود۔ گواہ شد۔ صوبیدار عبد الوہاب پریذیڈنٹ ۱۵ پنجاب رجمنٹ۔ انبالہ چھاؤنی۔ گواہ شد۔ خاکسار فضل الٰہی عفی اللہ عنہ مہاجر قادیان۔ حال مذہبی اوستاد ۱۵/۱۵ پنجاب رجمنٹ احمدیہ کمپنی ۱۰/۴/۴۳

نمبر ۶۷۲۸ ۔ منکہ مرزا محمد شریف بیگ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل قصور ولد مرزا حاکم بیگ* قوم مغل۔ پیشہ ملازمت۔ عمر ۴۵۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن گڑھی شاہدولہ گجرات۔ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۴۳ء بروز جمعۃ المبارک حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

(۱) میرے پاس اس وقت مبلغ تیرہ صد روپیہ نقد بنک میں جمع ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں جو نقد ادا کر دوں گا۔

(۲) میری تنخواہ اس وقت مبلغ -/۸/۱۶۲ روپیہ ماہوار ہے جس میں سے علاوہ انکم ٹیکس پراویڈنٹ فنڈ مبلغ -/۱۵ روپیہ ماہوار منہا ہوتا ہے۔ اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔

(۳) جو رقم جائیداد پیدا شدہ پر بعد وصیت ادا ہوتی رہے گی۔ وہ رقم حصہ وصیت سے منہا تصور ہوگی۔

(۴) میرے مرنے کے بعد جو جائیداد علاوہ قرض وغیرہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ مرزا محمد شریف بیگ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل قصور ۳۰/۴/۴۳۔ گواہ شد۔ حاکم بیگ موجد تریاق چشم گڑھی شاہدولہ گجرات۔ پنجاب۔ گواہ شد

M. Siddiq Beg Sanitary Insp. ecion Kasur.

مرزا محمد صدیق بیگ سینیٹری انسپکٹر قصور۔

نمبر ۶۷۲۳ ۔ منکہ ہاجرہ بی بی زوجہ چوہدری رحمت اللہ صاحب قوم ارائیں پیشہ زراعت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن دار السعۃ قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۵/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ زیور و نقدی مالیت یکصد روپیہ ہے۔ اس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ وفات کے وقت اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ مہر خاوند کی طرف سے وصول ہو چکا ہوا ہے۔ مؤرخہ ۵ مئی ۱۹۴۳ء۔

العبد۔ نشان انگوٹھا ہاجرہ بی بی اہلیہ چوہدری رحمت اللہ صاحب دار السعۃ قادیان۔ گواہ شد۔ محمد سعید اللہ احمدی محلہ دار السعۃ موصی نمبر ۴۱۱ ۵/۵/۴۳۔ گواہ شد۔ خواجہ معین الدین محلہ دار السعۃ ۵/۵/۴۳

نمبر ۶۷۳۲ ۔ منکہ ثناء اللہ ولد چوہدری شکر اللہ خان صاحب قوم جٹ بتڑ پیشہ کاشتکاری عمر ستائیس ۲۷ سال۔ تاریخ بیعت ماہ اپریل ۱۹۳۶ء ساکن کرتو ڈاکخانہ کرتو ضلع شیخوپورہ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ ماہ اپریل ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

جو کہ میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ میرے دو اور بھائیوں کے ساتھ مشترکہ ہے۔ جن کا نام چوہدری عنایت اللہ خان صاحب و چوہدری عطاء اللہ خان صاحب ہیں۔ ہماری مشترکہ کل زمین چھتیس ۳۶ گھماؤں ہے۔ اور میرے حصہ میں باراں گھماؤں زمین ہے۔ جس میں سے میں نے اپنی تین ہمشیرہ صاحبان کو چار گھماؤں زمین بحکم شریعت دیدی ہے۔ باقی میرے حصہ زمین آٹھ گھماؤں ہے۔ اور دو مکان مشترکہ ہیں جنکا تیسرا حصہ میری ملکیت میں ہے۔ اور کل زمین کی قیمت اسوقت چودہ ہزار چار سو ۱۴۴۰۰ ہے۔ اس میں سے میری ملکیت جو آٹھ گھماؤں کی ہے۔ اس کی قیمت مبلغ تین ہزار دو سو ۳۲۰۰ روپیہ ہے۔ اور مکانوں کی قیمت کل اس وقت تین سو روپیہ ہے اس میں میرے حصہ میں کی قیمت ہے۔ جو کہ مل قیمت نو سو ۹۰۰ روپیہ دونوں مکانوں کی تھی۔ اور میرے پاس مال مویشی جو کہ اس وقت ہیں اُن کی قیمت کل تین سو ۳۰۰ روپیہ ہے۔

مذکورہ بالا جائداد جسکی قیمت تین ہزار آٹھ سو روپیہ ہے۔ اس کا دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اسکے علاوہ میرے مرنے کے بعد جو جائداد ثابت ہو اس کا بھی دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کا اقرار کرتا ہوں۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔

العبد۔ چوہدری ثناء اللہ احمدی ساکن کرتو ضلع شیخوپورہ چوہدری ثناء اللہ احمدی ساکن کرتو۔ ضلع شیخوپورہ بقلم خود۔

گواہ شد۔ سید ولایت شاہ احمدی۔ امیر جماعت شاہ مسکین۔

گواہ شد۔ حکیم محمد الدین شاہ بقلم خود شاہ مسکین ڈاکخانہ شیخوپور کلاں ضلع شیخوپورہ

نمبر ۶۷۳۲ ۔ منکہ محمد شریف ولد غلام محمد صاحب قوم ارائیں۔ سکنہ کلیانپور چک ۲۴۳ گ ب ڈاکخانہ [illegible] ضلع لائلپور کا ہوں۔ میں بلا جبر و اکراہ با ہوش و حواس خمسہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں میری ماہوار آمدنی اس وقت مبلغ اٹھارہ روپیہ -/۱۸ روپیہ ہے۔ میں اپنی اس ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے پر اگر میری کوئی جائداد ثابت ہوگی تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میں اپنی ماہوار آمدنی کی کمی بیشی کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہونگا۔ اگر میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرا دوں تو وہ میری جائداد میں سے منہا کیجاویگی۔ فقط۔

العبد۔ محمد شریف ولد غلام محمد ضلع لائلپور حال مقیم انبالہ چھاؤنی ۱۵/۱۵ پنجاب رجمنٹ۔ بی کمپنی۔ پلاٹون ۱۱ لانس نائیک ۲۱۳۳۴۹۔ محمد شریف بقلم خود۔ گواہ شد۔ خاکسار فضل الٰہی عفی اللہ عنہ مہاجر قادیان۔ حال مقیم مذہبی اوستاد ۱۵/۱۵ پنجاب رجمنٹ۔ احمدیہ کمپنی و سیکوڈنی تعلیم و تربیت چھاؤنی انبالہ۔ ۱۲/۴/۴۳

گواہ شد۔ خاکسار غلام [illegible] جنرل سروس کمپنی قادیان۔

نمبر ۶۷۳۱ ۔ منکہ پیر محمد ولد محمد بخش قوم جٹ بتوں